AL-MISBAH
RESEARCH JOURNAL
Recognized in "Y" Category Journal by HEC
ISSN (Online): 2790-8828. ISSN (Print): 2790-881X.

Volume IV, Issue II, Homepage: https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/index

Category Y

Link:https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089437#journal_result

Article: ڈاکٹر محمود احمد غازی کی شخصیت پر شاہ ولی اللہ کے اثرات: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Authors & Affiliations:

[1] **Dr Nasurullah Qureshi**
Assistant Professor, Dept. of Islamic Studies, Bahria University Karachi Campus.

[2] **Cdr ® Ahsan-ul-Haq**
Assistant Professor, Dept. of Islamic Studies, Bahria University Karachi Campus

Email Add:
[1] nasrullah.qureshi@gmail.com
[2] Ahsanulhaq.bukc@bahria.edu.pk

ORCID ID:
[1] https://orcid.org/0000-0002-2303-6503
[2] https://orcid.org/0009-0004-7052-3365

Published: 2024-04-22

Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.11267155

Citation: Dr Nasurullah Qureshi, and Cdr ® Ahsan-ul-Haq. 2024. " ڈاکٹر محمود احمد غازی کی شخصیت پر شاہ ولی اللہ کے اثرات:تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ: AN ANALYTICAL STUDY OF SHAH WALIULLAH'S INFLUENCES ON THE PERSONALITY OF DR. MAHMOOD AHMAD GHAZI". *AL MISBAH RESEARCH JOURNAL* 4 (02):11-22. https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/article/view/258.

Copyright's info: Copyright (c) 2023 AL MISBAH RESEARCH JOURNAL

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Published by Institute of Culture and Ideology, Islamabad.
+92-313-305-2561, +92-300-030-9933
www.almisbah.info

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.2, June-2024
Page no: 11-22

ڈاکٹر محمود احمد غازی کی شخصیت پر شاہ ولی اللہ کے اثرات: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

AN ANALYTICAL STUDY OF SHAH WALIULLAH'S INFLUENCES ON THE PERSONALITY OF DR. MAHMOOD AHMAD GHAZI

* Dr. Nasurullah Qureshi
** CDR (R) Ahsan ul haq

ABSTRACT

Shah Waliullah's scholarship was not only focused on the the revival of religious sciences, he also focused the Islamic economic and social system to protect them from the injustices. His work is appreciated by the scholars. Famous Fuqha thinkers and researchers have done research on his life and thought. Since he is a largely accepted personality for all schools of thought, his teachings in the subcontinent are also wide and unlimited. Dr. Mahmood Ahmad Ghazi Sahib also belongs to the same region, he too was not only influenced by this prominent scholar, but he become da'i of his message where he spread the ideas of Shah Waliullah in his lectures, authored work and research articles at varous places. In this paper, an attempt has been made to highlight the services of Dr. Ghazi in promoting the intellectual and academic services of Shah Waliullah besides the influence of Hazrat Shah Waliullah on him. This paper explores the relationship between thoughts of Shah Waliullah and Dr. Ghazi to highlight the importance and usefulness of their work in the contemporary times for more intellectual development of the Muslim Society.

Keywords: Scholars of Subcontinent, Shah Waliullah, Influence of Scholars, Dr. Ghazi

برصغیر پاک وہند کے مسلمان جب اپنے عروج سے زوال کی طرف گامزن تھے تو اس وقت بہت سے علماء نے مسلمانانِ پاک وہند کی دینی، فکری، معاشی و معاشرتی تنزلی کے اسباب پر غور وخوض شروع کیا جن میں شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی اور آپ کے متبعین نے اس کام کو سرانجام دینے کے لیے کمربستہ ہوگئے اور اس تجدیدی اور اصلاحی کام کو تقریبا اسی برس بعد حضرت شاہ ولي اللہ دھلويؒ (۱۷۰۳ء تا ۱۷۶۳ء) نے بھرپور انداز سے آگے بڑھایا۔ معاشرے کے مختلف طبقات میں اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے اسلام کی صحیح تعلیمات کو لوگوں تک پہنچایا۔

حضرت شاہ ولي اللہ دھلويؒ کی تجدیدی مساعی کا اصل ہدف اسلام اور مسلمانوں کو ان کا اصل مقام ومرتبہ دلانا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ کی تعلیمات اور فکر سے نا صرف برصغیر بلکہ دنیا بھر سے اٹھنے والی تحریکیں متاثر ہوئیں۔ آپ کی تعلیمات سے کئی لوگ بلا

---

*Assistant Professor, Bahria University, Karachi Campus, Pakistan. Nasurullahqureshi.bahria@bukc.edu.pk
**Assistant Professor, Bahria University, Karachi Campus, Pakistan. ahsanulhaq.bahria@bukc.edu.pk.

واسطہ مستفیض ہوئے اور کئی لوگوں نے بالواسطہ فیض حاصل کیا اور کرتے رہیں گے۔ چنانچہ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ آپ کے حلقۂ تاثیر کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

> "He not only left his deep impact on the vast circle of his direct pupils, his influence is also discernible in the many social, political, religious, and educational movements that emerged after his death."[1]

> ترجمہ: آپ نے نہ صرف اپنے براہ راست شاگردوں کے وسیع حلقے پر اپنا گہرا اثر چھوڑا بلکہ ان کی وفات کے بعد ابھرنے والی بہت سی سماجی، سیاسی، مذہبی اور تعلیمی تحریکوں پر بھی آپ کا اثر نمایاں رہا۔

جس طرح مغرب میں علامہ ابن خلدون، امام غزالی، مولانا رومی اور حضرت مجدد کے نظریات وافکار کو جاننے کے لیے علمی کام ہوا ہے اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ اور آپ کے افکار ونظریات اور تعلیمات پر بھی دنیا بھر میں مختلف جہتوں سے کام ہوا ہے مگر آپ کے افکار ونظریات کے کئی گوشے ایسے ہیں جو اب بھی تشنہ تحقیق ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ رقم طراز ہیں:

> "In spite of the fact that considerable research has been conducted on his life and work, both in south Asia and outside, there remain many dimensions of his philosophy that have not been touched upon."[2]

> ترجمہ: اس حقیقت کے باوجود کہ آپ کی زندگی اور کام پر جنوب ایشیا (برصغیر) اور یہاں سے باہر دونوں جگہ کافی تحقیقی سرگرمیاں منعقد کی گئیں، آپ کے افکار کی بہت سی جہتیں باقی ہیں جنہیں ابھی تک زیر تحقیق نہیں لایا گیا۔

عصر حاضر کے محقق ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ (۱۳۷۰-۱۴۳۱ھ / ۱۹۵۰-۲۰۱۰ء) جو کہ ایک ماہر تعلیم، دانش ور اور مسلم امت کو درپیش مسائل سے آگاہی رکھتے تھے۔ آپ نے نامور اہل علم سے استفادہ کرنے کے بعد تحقیق وتدقیق میں اپنی عمر صرف کی۔ آپ نے کئی قومی وبین الاقوامی اداروں میں خدمات دیں۔ عربی اردو، انگریزی زبان میں آپ کی تحریرات حسن ترتیب، معلومات اور حسن بیان کے اعتبار سے اپنا ثانی نہیں رکھتیں۔[۳]

کسی بھی شخصیت کی تعمیر میں بہ یک وقت کئی عناصر شریک ہوتے ہیں۔ ان میں بچپن میں گھر کی تربیت سے لے کر حصول علم کی اعلیٰ منزل تک کے مراحل، اور سفر وحضر کے لمحات بھی شامل ہیں۔ زندگی کے ان مراحل میں بہت سے افکار اور شخصیات آتی ہیں جو اپنا اثر ڈالتی ہیں۔ اس نظریہ کو مدنظر رکھا جائے تو ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی شخصیت پر حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ اور ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے گہرا اثر چھوڑا۔

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے اپنے خطبات اور تصانیف وغیرہ میں کئی مقامات پر حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی تعلیمات وافکار کی اشاعت کی ہے اور کئی اقتباسات واشارات جو آپ پر حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کے علمی وفکری اثرات پر دلالت کرتی ہیں۔

فروغ تعلیمات میں کردار: حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فکری وعلمی خدمات اور آپ کی تعلیمات کو خصوصا عالم اسلام اور عموما تمام لوگوں تک پہنچانے اور ان کی اشاعت میں ڈاکٹر محمود احمد غازی کا بڑا نمایا کردار رہا۔ آپ نے بر صغیر میں حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی تجدیدی خدمات اور مختلف اوقات میں ظہور پذیر ہونے والی تحریکات میں آپ کے کردار کو اجاگر کرنے کے لیے ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے ISLAMIC RENAISSANCE IN SOUTH ASIA تحریر فرمائی۔ جس میں آپ نے شاہ ولی اللہ کے فلسفے اور آپ کی تجدیدی مساعی کو بڑی شرح وبسط سے ذکر کیا ہے۔ اور آپ سے متاثر ہونے والے علماء ومدارس کا بھی ذکر کیا ہے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے اپنے محاضرات کے ذریعے بھی حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی تعلیمات وافکار کو لوگوں تک پہنچایا ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی موضوع سے متعلق اہم کتب کا تعارف اور خلاصہ مضامین بھی پیش کیا ہے۔

چنانچہ آپ نے اپنے محاضرات قرآن میں کئی جگہوں پر آپ کی تعلیمات کی اشاعت وترویج کا ذمہ سرانجام دیا ہے۔ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے ان محاضرات چونکہ قرآن مجید اور فہم قرآن کے متعلق چند اہم مباحث پر بحث کی ہے۔ چنانچہ آپ نے "تدریس قرآن مجید ایک منہاجی جائزہ" میں درس قرآن کے مقاصد کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

"مخاطبین کی مختلف سطحوں اور معیارات کے لحاظ سے درس قرآن کے مقاصد اور درس قرآنی کا منہاج مقرر کیا جائے گا۔"[4]

اسی کے ذیل میں حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کے بیان کردہ تین عمومی مقاصد بیان کیے ہیں:

"۱۔ تہذیب نفوس البشر،۔۔۔۔ ۲۔ دمغ العقائد الباطلہ، یعنی وہ تمام باطل عقائد جو لوگوں کے ذہنوں میں موجود ہیں۔۔۔ ان سب باطل عقائد کی تردید۔۔۔۔ ۳۔ نفی الاعمال الفاسدہ یعنی جو اعمال فاسدہ انسانوں میں رائج ہیں۔۔۔۔ ان کو مٹانے اور درست کرنے کی کوشش کی جائے۔"[5]

آپ قرآن مجید کے نجما نجما نزول کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے بھی فکر شاہ ولی اللہ کی طرف اشارہ کرتے نظر آتے ہیں چنانچہ آپ تیسری حکمت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"تیسری حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ سے ایک حقیقی اور دیرپا تبدیلی پیدا کرنا مقصود تھا۔"[6]

آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی کتب سے عام لوگوں کو استفادہ کی دعوت بھی دی ہے۔ محاضرات قرآنی میں آپ نے طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کا تعارف کچھ یوں کرایا ہے:

"۔۔۔ یہ تین الفاظ شاہ حضرت ولی اللہ محدث دھلویؒ کے ہیں۔ جن کی علوم قرآن کے موضوع پر ایک کتاب بہت معروف ہے۔ آپ میں سے جن بہنوں کو عربی زبان آتی ہے ان کے لیے میرا مشورہ یہ ہوگا کہ وہ اس کتاب کو عربی زبان میں ضرور پڑھیں اور نہ صرف پڑھیں بلکہ مستقل حرز جان بنالیں۔ اور وقتا فوقتا اسکا مطالعہ کریں۔ وہ کتاب ہے "الفوز الکبیر فی علم التفسیر"۔ اس کتاب کا اردو اور انگریزی ترجمہ بھی ملتا ہے۔"[7]

حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ چونکہ شریعت اور تصوف و سلوک کو ساتھ ساتھ لیکر انسانی اخلاق میں تبدیلی لانے کی فکر کے پیشواؤں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اس بنا پر ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے اپنے محاضرات سیرت میں بھی شخصیت نبوی کی اہمیت بیان کرتے ہوئے سیرت کے روحانی پہلوؤں کو بھی زیر بحث لایا ہے چنانچہ اس ذیل میں آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کے افکار وفرمودات سے کئی مقامات پر استفادہ فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ کہتے ہیں:

"حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ایک بڑی ہی لطیف بات فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی جانشینی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک خلافت ظاہرہ کہلاتی ہے اور دوسری خلافت باطنہ کہلاتی ہے۔ خلافت ظاہرہ تو وہ ہے جہاں ظاہری معاملات اور دنیاوی انتظامات چلانے کے لیے حضور کی جانشینی کا بندوبست کیا گیا۔ یہ جانشینی تو جناب صدیق اکبر کو حاصل ہوئی۔۔۔ خلافت باطنہ کی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں تمام صحابہ حضور کے خلیفہ بلا فصل ہیں۔ کچھ صحابہ کو خلافت کے زیادہ تقاضے انجام دینے کا موقع ملا۔ کچھ صحابہ کو نسبتا کم موقع ملا۔"[۸]

حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں چونکہ کلامیاتِ سیرت اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت وسنت کے حقائق اور معارف بیان کیے ہیں اس وجہ سے ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے محاضرات سیرت میں ایک موضوع کلامیاتِ سیرت مقرر کیا ہے۔ اس میں آپ حجۃ اللہ البالغہ میں حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کے اس مثالی کام کے متعلق کہتے ہیں:

"ایک اعتبار سے اس ساری کتاب کا پورا موضوع ہی کلامیات سیرت ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت اور سنت کے وہ حقائق اور معارف بیان کیے ہیں جو عام انسانوں کی نگاہوں سے اوجھل رہتے ہیں۔ ان حقائق کی بنیاد پر جن کو وہ اسرار حدیث کہتے ہیں۔ شاہ صاحب نے ایک ایسا عقلی اور روحانی نظام مرتب کیا ہے جو اسلامی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔ ابھی تک کوئی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے اس کام میں مزید اضافہ نہیں کر سکا۔"[۹]

حجۃ اللہ البالغہ میں سیرت کی اس جہت کو ذکر کرنے کے بعد ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے اس کتاب کا مختصر تعارف اور اس کے مندرجات کی تفصیل بھی بیان کی ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی وضع کردہ اصطلاحات کی تشریح بھی کی ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کے کلامیات پر کیے گئے اس منفرد کام کی تشریح بھی کرتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ نے نبوت کی تکمیل کو عدل وانصاف کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ حضرت شاہ ولی اللہ کی بیان کردہ اصطلاح "تکمیل" کی بڑی شرح وبسط سے تشریح کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے دو پہلو تفصیلا بیان کیے ہیں۔[۱۰]

نبی اکرم ﷺ کے خواص وکمالات کئی علماء نے بیان کیے ہیں مگر حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ کے انداز بیان سے متاثر ہو کر ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کہتے ہیں:

"حجۃ اللہ البالغہ کے چھٹے مبحث میں حقیقت نبوت، خواص نبوت، وحی والہام اور معجزات کی حقیقت پر بہت عالمانہ گفتگو فرمائی ہے جو قابلِ دید ہے۔"[۱۱]

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.2, June-2024
Page no: 11-22

محاضرات سیرت میں ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی کتب میں حجۃ اللہ البالغہ اور الفوز کبیر کے علاوہ سرور المحزون کی طرف بھی لوگوں کو متوجہ کرایا ہے اور سیرت النبی ﷺ پر لکھی گئی اس مختصر اور اہم کتاب کا تعارف، اور عصر حاضر میں اس کی اہمیت وافادیت کو بھی اجاگر کیا ہے۔ اس کتاب کے متعلق ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی رائے ہے کہ یہ برصغیر میں سیرت پر پہلی درسی کتاب ہے جو فارسی میں لکھی گئی۔ [۱۲]

ڈاکٹر محمود احمد غازی نے حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی فکر وتعلیمات کی اشاعت وترویج کی ذمہ داریاں بخوبی سرانجام دیں بلکہ آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی جدوجہد کو آگے بڑھایا اور ان میں اپنی فکر ونظر اور عصر حاضر کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کچھ اضافے بھی کیے۔ اس زاویے سے دونوں شخصیات کا مطالعہ کیا جائے تو ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی بیان کردہ علوم خمسہ کو بیان کرنے کے بعد قرآن مجید میں مذکور علوم خمسہ میں اپنا نقطہ نظر بھی پیش کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کے نذدیک قرآن مجید کے درج ذیل ہیں:

۱۔ تذکیر باحکام اللہ　　۲۔ علم مخاصمہ　　۳۔ تذکیر بآلاء اللہ
۴۔ تذکیر بایام اللہ　　۵۔ تذکیر بالموت ومابعد الموت [۱۳]

جب کہ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ اپنی فہم اور سمجھ کے مطابق قرآن مجید کے مباحث ومضامین کو درج ذیل انداز میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ عقائد　　۲۔ احکام　　۳۔ اخلاق، تزکیہ اور احسان
۴۔ امم سابقہ کا تذکرہ　　۵۔ موت اور مابعد الموت کا تذکرہ [۱۴]

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کے نزدیک ان کے علاوہ بھی بہت سے مسائل اور موضوعات قرآن پاک میں آئے ہیں۔ بعض جگہ طبی نوعیت کے مسائل ہیں۔ بعض جگہ ماحولیات کا تذکرہ ہے یہ سارے مسائل بھی انہی پانچ مضامین کو ذہن نشین کرانے کے لیے ہیں۔ [۱۵]

اتفاق فکر ونظر: حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ اور ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی شخصیات کے درمیان وقت وحالات کے اختلافات کے باوجود کئی فکری امور پر مکمل اتفاق نظر آتا ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل سطور میں بیان کی جاتی ہیں۔

تعلیم کو عصری تقاضوں سے مطابقت دینے کے لیے جدوجہد: حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ نے جس طرح اپنی عہد کے مدارس دینیہ میں نصاب میں تبدیلی لائی۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ ایک ایسی قوم تیار ہو جس میں یک سانیت اور اتحاد جیسی صفات ہوں۔ اس مقصد کے لیے حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ نے لوگوں کو قرآن مجید، سنت، اور احادیث سے براہ راست استفادہ کرنے کی راہ ہموار کی اور ان تینوں شعبوں میں طلبہ کے لیے تالیفات (فارسی ترجمہ قرآن، الفوز الکبیر، سرور المحزون، شروح موطا وغیر) پیش کیں۔ اور

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

انہیں مروجہ نصاب میں چند مضامین کی جگہ شامل کیا اور امت کے درمیان اتحاد و اتفاق کی راہیں ہموار کیں۔ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی تعلیمی میدان میں کی گئی تجدیدی مساعی کو درج ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"جب امام شاہ ولی اللہ عرب دنیا کے تقریباً پندرہ ماہ کے قیام کے بعد وہاں سے واپس لوٹے تو انہوں نے ان تعلیمی نظاموں میں کچھ تبدیلیوں اور بہت پیش رفت کو متعارف کرایا۔ آپ نے فلسفے، الفاظ و متون کی جادوگری اور کتب قواعد کی شروح و حواشی کے بہ کثرت استعمال میں ضرورت سے زیادہ توغل کا الغا کرڈالا اور ایک بہت سادہ اور نئے نصابِ تعلیم کی آب یاری کی، جسے اولا ان کے والد گرامی شاہ عبد العزیز نے متعارف کروایا تھا۔ امام شاہ ولی اللہ نے اس میں اپنے والد کی سرپرستی میں پڑھے ہوئے نصاب کی تفصیل اپنی خود نوشت سوانح "الجزء اللطیف فی ترجمة العبد الضعیف" میں ذکر کی ہے۔ انہوں نے اس نصاب کے مختلف پہلوؤں اور متون پر بھی گفت گو کی ہے۔ ابھی تک فرنگی محل، جون پور یا دیگر متعدد اداروں یا مدارس کے نصاب میں قرآن وحدیث کو کوئی نمایاں اہمیت نہیں دی گئی تھی۔ تعلیم کسی حد تک عمومی تھی اور اس میں کئی مضامین داخل تھے۔ ایک صاحب علم کے اندازے کے مطابق ایک چھت تلے اور ایک نظام کے تحت تقریباً چھپن مضامین کی تدریس ہوتی تھی۔ مقصد یہ پیش نظر ہوتا تھا کہ طالب علم کو علم کی تازہ ترین پیش رفت سے آگہی فراہم کی جائے۔ اس کی بنیاد مختصر متون تھے جن کا یاد کرانا طالب علم کے لیے ناگزیر تھا۔ تاکہ اس کے ہاتھ میں مختلف علوم وفنون کے بنیادی مسائل کی ایک کلید ہاتھ آجائے۔ اس نصاب میں طب، حساب، جیومیٹری اور اس طرح کے دیگر فنون شامل ہوتے تھے جن کی اساس ایران، وسط ایشیا یا عرب دنیا کے علما کے تیار کردہ متون تھے۔"[۱۶]

اس نصاب میں چونکہ ایسا اہل اور جید عالم تیار کرنے کی صلاحیت موجود نہ تھی جو حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کے پیش نظر تھا اس لیے آپ نے دیگر اداروں کے مقابلے میں قرآن وحدیث اور اسرار شریعت کو یونانی فلسفہ کی جگہ پر شامل نصاب کیا اور متعدد متون داخل نصاب کیے۔ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کے تیار کردہ اس مساعی کے متعلق کہتے ہیں کہ:

"انسانیت، برصغیر اور شمالی ہندوستان کی تاریخ میں یہ ایک پہلا تعارف تھا جس میں نصاب کو قرآن، حدیث اور سیرتِ رسول ﷺ کی بنیاد پر استوار کرنے کی سنجیدہ اور منضبط کوشش کی گئی۔"[۱۷]

حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی طرح ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے بھی امت مسلمہ کے درمیان اتحاد و اتفاق کے لیے تعلیمی نصاب اور اداروں کو بھرپور انداز میں استعمال کرنے پر زور دیا ہے۔ اور عصری اور دینی اداروں کے نصاب میں چند اہم امور کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ بحیثیت محب وطن پاکستان کو صحیح اسلامی مملکت بنانے اور قوم کی درمیان یک سانیت کا خواب اپنے اندر سموئے ہوئے تھے۔ آپ کہتے ہیں:

"پاکستان کو اگر صحیح معنوں میں اسلامی مملکت بننا ہے۔ اور اگر یہاں اسلامی قوانین کا صحیح طور پر نفاذ ہونا ہے یا اگر اس ملک میں صحیح مثالی معاشرہ بننا ہے جو ہم جیسے کروڑوں لوگوں (جو گزر گئے اور آنے والوں) کے خوابوں کی تعبیر ہے---"[۱۸]

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ اسلامیات کی تعلیم کے متعلق ایسا نظام وضع کرنے پر زور دیتے ہوئے جو عصر حاضر کے مسلمانوں کی کم از کم دو ضروریات کو تکمیل تک پہنچانے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ آپ کہتے ہیں:

> "ایک تو مسلمانوں کی تیرہ سو سالہ تعلیمی روایات کا تحفظ اور تسلسل۔۔۔اس کے ساتھ ساتھ دوسری چیز جو ضروری ہے، وہ دور جدید کے تقاضوں کا صحیح اور متوازن احساس وادراک اور اس کا مناسب جواب ہے۔۔۔ہمارے ہاں ایسے ماہر معاشیات ہوں جو دور جدید کے معاشی نظام کو اسلامی اصولوں کے مطابق استوار کر سکیں۔۔۔ہمیں ایسے قاضیوں اور ماہرین قانون کی ضرورت ہے، جو اسلامی فقہ میں گہری بصیرت کے ساتھ ساتھ جدید قانونی نزاکتوں اور آئینی پیچیدگیوں کو بھی خوب سمجھتے ہوں۔۔۔"[۱۹]

عصر حاضر کے مسلمانوں کو ان تمام میدانوں میں کامیابی سے ہم کنار کرنے اور پیش آمدہ مسائل اور معین کردہ اہداف کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے تعلیمی اداروں اور ان کے مناہج کا از سر نو جائزہ لینے پر زور دیا ہے اور تعلیمی نظام کے بارے میں وقتاً فوقتاً مختلف تجاویز پیش کیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱- میٹرک یا انٹرمیڈیٹ تک نظام تعلیم کی وحدت اور یک سانیت ہو۔

۲- دینی یا عصری ادارہ کسی پرائیویٹ یا غیر ملکی ایجنسی سے منسلک نہ ہو۔

۳- مدارس دینیہ سے مسلکی و گروہی شدت کا خاتمہ کیا جائے۔

۴- دینی اداروں میں جدید مضامین کی شرکت اور عصری اداروں میں دینی تعلیمی نصاب کے مندرجات کا اضافہ کیا جائے۔[۲۰]

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی تصانیف سے جتنا استفادہ کیا ہے شاید ہی کسی اور شخصیت کی کتب و تصانیف سے کیا ہو۔ آپ نے جن علوم پر قلم اٹھایا یا محاضرات دئے چاہے وہ قرآن و علوم قرآن، فقہ و شریعت، معیشت و معاشرت، تعلیم و تجارت یا بین الاقوامی قوانین و تعلقات ہوں تمام تر موضوعات میں آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی تصانیف سے جا بجا استفادہ کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی تصانیف کا جائزہ لینے سے یہ بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ آپؒ نے اپنی کتب میں جو اصطلاحات بیان فرمائی ہیں وہ ہر کس و ناکس کی سمجھ سے ماوراء ہیں۔ ان اصطلاحات کی جب تک شرح یا تلخیص نہ کی جائے تب تک کلام سے استفادہ ناممکن ہے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی کتب و محاضرات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی عبارات کو نقل کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ نے شاہ صاحب کے فرمودات اور مشکل اصطلاحات کو عام فہم بنانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

اس سلسلے میں آپ نے کہیں بحیثیت شارحِ شاہ ولی اللہؒ ذمہ داریاں سرانجام دی ہیں، اور کہیں آپ شاہ صاحب کی تعلیات کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کے رمضان المبارک میں نزول کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے آپ نے حضرت شاہ ولي الله دھلویؒ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولي الله دھلویؒ نے اس موضوع پر مفصل بحث کی ہے اور ایک الگ باب حجۃ اللہ البالغہ میں اس مضمون پر گفتگو بھی کی ہے جس میں آپ نے انسان کے دو خصائص "ملکوتی، اور بہیمیت "استعمال کی ہیں جنہیں سمجھنا عام لگوں کے لئے مشکل ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے ان دو اصطلاحات کی تشریح کی ہے تاکہ ہر کوئی استفادہ کر سکے۔[۲۱] اس کے بعد حجۃ اللہ البالغہ میں بیان کردہ حکمت کا خلاصہ بیان کیا ہے اور آخر میں آپ کہتے ہیں:

"یہ خلاصہ ہے شاہ صاحب کی اس بحث کا جو انہوں نے اس موضوع پر کی ہے کہ رمضان المبارک میں قرآن پاک کا نزول کیوں ہوا۔"[۲۲]

حضرت شاہ ولي الله دھلویؒ کے نزدیک امت کی دینی، اخلاقی، روحانی، معاشی اور معاشرتی سقوط کی بنیادی وجہ قرآنی تعلیمات اور بنیادی اسلامی مصادر سے دوری ہے۔ اسی طرح سیاست کا دین سے جدا ہونا بھی مسلمان معاشرے کے زوال کا اہم سبب ہے۔ اور حقیقی دینی تعلیمات سے دور مسلم امت میں افتراق کا اہم سبب ہے۔ اس لیے آپ نے مسلمانوں کو قرآن مجید، حدیث اور سیرت سے آشنائی اور قربت کی طرف دعوت دینا شروع کی اور اس لئے آپ نے متنوع کارہائے نمایا سرانجام دئے جس سے آئندہ نسلیں بھی مستفید ہوئیں۔

۲۔ قرآن مجید کا فارسی ترجمہ ۲۔ شرح موطا

یہ ایک ثابت شدہ بات ہے کہ امت جب کبھی قرآن مجید سے دوری کا شکار ہوئی ہے تو زوال وانحطاط اس کا مقدر بنے۔ جیسا کہ علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے:

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر[۲۳]

قرآن مجید سے دوری اور عدم توجہی کی بنا پر حضرت شاہ ولي الله دھلویؒ نے برصغیر کی تاریخ میں قرآن مجید کو بطور نصابی متن متعارف کرایا۔ شاہ صاحب سے پہلے تک قرآن مجید خود بطور درسی متن کے نصاب میں شامل نہیں تھا۔

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے بھی حضرت شاہ ولي الله دھلویؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عوام میں قرآن مجید کی محبت اور شوق پیدا کرنے کے لیے اپنے شہرہ آفاق محاضراتِ قرآنی کے علاوہ قرآن مجید ایک تعارف نامی مجموعہ خطبات شائع کیا جس میں آپ نے عوام میں قرآن مجید کی محبت اور ذوق وشوق پیدا کرنے کے لیے ایسے بنیادی مضامین جمع کیے ہیں جن سے قرآن مجید کی اہمیت وعظمت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ آپ قرآن مجید کو مسلمان کی زندگی کا جزلاینفک قرار دیتے ہیں چنانچہ اس مقدس کتاب کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مسلمانوں کی دینی زندگی کا دارومدار اس مقدس کتاب سے وابستگی سے ہے۔ اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اسے پڑھا اور سمجھا نہ جائے۔"[۲۴]

حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اصل مصادر اسلام تک ہر عام وخاص مسلمان کی رسائی کے دائی تھے۔ جس کا اندازہ آپ کے عظیم کام "ترجمہ قرآن" سے ہوتا ہے اس کے علاوہ آپ نے ترجمہ قرآن کے اصول وضوابط پر بھی ایک رسالہ تحریر کیا ہے جس میں آپ نے ترجمہ قرآن کی اقسام اور مترجم قرآن کو درپیش اہم منہجی مسائل اور ان کا حل پیش کیا ہے۔ تاکہ ایسا ترجمہ قرآن کیا جاسکے جس سے کلام اللہ کا مطلب ومعانی میں کوئی تغیر وتبدل بھی نہ آئے اور عام فہم بھی ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی طرح ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے بھی ترجمہ قرآن کو بہت اہمیت دی ہے۔ آپ ترجمہ وتفسیر کو ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم امر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ آپ کہتے ہیں کہ:

"ترجمہ قرآن بھی تفسیر قرآن کا ایک اہم حصہ ہے۔ ترجمہ بھی ایک طرح کی تفسیر ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ جب تک آپ قرآن مجید کی کسی آیت کو سمجھ کر اس کا مطلب متعین نہ کریں اس کا ترجمہ ممکن نہیں ہے۔ اس لیے ترجے کے لیے بھی فہم کی ایک سطح درکار ہے۔ جہاں قرآن مجید کی تفسیر کو سمجھنا ضروری ہے وہاں تفسیر سمجھے بغیر ترجمہ نہیں ہوسکتا۔ جہاں تاویل کرنی ہے۔ وہاں تاویل کے بغیر ترجمہ نہیں ہوسکتا۔ لہذا تفسیر اور تاویل کی ایک کم از کم سطح ترجمہ کے لیے بھی ضروری ہے۔"[۲۵]

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے ترجمہ قرآن کو ایک پیچیدہ اور مشکل ترین کام قرار دیا اور مترجم کے لیے درج ذیل شروط بیان کی ہیں:

۱۔ مضامین قرآن پر مکمل گرفت　　　۲۔ قرآنی زبان پر عبور

۳۔ احادیث پر عبور　　　۴۔ قرآنی زبان کی نزاکتوں سے آشنا ہونا

۵۔ دونوں زبانوں کے محاورہ سے واقفیت　　　۶۔ رسوم ورواج سے واقفیت

۷۔ دوسری زبان، زمان اور ومکان کے تقاضاؤں سے آگاہ ہونا۔[۲۶]

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے محاضرات قرآنی میں "تدریس قرآن مجید دور جدید کی ضروریات اور تقاضے" کے ذیل میں بھی درس قرآن کے لیے ترجمہ قرآن کو سامنے رکھتے ہوئے درس دینے پر زور دیا ہے۔ اس لیے آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی طرح ترجمہ قرآن کی ضرورت واہمیت اور اسلوب ترجمہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔[۲۷]

سیاسی کردار: حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ نے مسلمانوں کو سیاسی حیثیت سے مضبوط بنانے کے لئے بادشاہوں اور امراء سے خط وکتابت بھی کی۔ چنانچہ احمد شاہ ابدالی نے اپنا مشہور حملہ شاہ ولی اللہ کے خط پر ہی کیا جس میں اس نے پانی پت کی تیسری

لڑائی میں مرہٹوں کو شکست دی تھی۔ سیاست میں متحرک رہے اور اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے عملی طور پر بھی اصلاح معاشرہ میں اپنا حصہ ڈالا۔

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے بھی حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی طرح امراء سے روابط استوار کیے اور یہاں تک کہ آپ سابقہ صدر جنرل مشرف کے دور میں وزیر مذہبی امور بھی رہے۔ اس دوران آپ نے اپنی مخصوص حکمت عملی سے مدارس دینیہ کے تحفظ اور بقا کا کام بھرپور انداز میں سرانجام دیا۔ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی حکمت عملی کو ابو عمار زاہد الراشدی صاحب اس انداز میں بیان کرتے ہیں۔

> "میں نے عرض کیا کہ دینی مدارس کو سرکاری تحویل میں لینے کے لیے جنرل پرویز مشرف کا پروگرام طے پاچکا تھا اور اس پر عمل درآمد کی تیاریاں ہو رہی تھیں کہ ڈاکٹر غازی مرحوم نے فائل ورک، پیپر ورک اور بیرونی دوروں کا جال بچھا دیا۔ مختلف مسلم ممالک کے تعلیمی نظاموں کا جائزہ لینے کے لیے وفود جانا شروع ہوئے اور ملک کے اندر مختلف حوالوں سے کمیٹیوں اور مذاکرات کا سلسلہ دراز ہوتا گیا۔ اتنے میں دینی مدارس کے مختلف وفاقوں کو اپنی صف بندی اور موقف و پالیسی میں یکسانیت پیدا کرنے کا موقع مل گیا اور وہ متحد ہو کر رائے عامہ کی قوت کے ساتھ سامنے آگئے جس سے دینی مدارس کو سرکاری تحویل میں لینے کا پروگرام آگے نہ بڑھ سکا۔ میں نے کہا ڈاکٹر صاحب کو اس کامیاب حکمت عملی پر مبارکباد دے رہا ہوں اور ان کا شکریا ادا کر رہا ہیں۔ یہ سن کر ڈاکٹر غازی میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور کہا کہ صرف آپ میری اس حکمت عملی کو سمجھ سکے ہیں، ورنہ اسلام آباد کے علماء کرام تو مجھے ابھی تک برا بھلا ہی کہہ رہے ہیں۔"[۲۸]

خاتمہ و نتائج

حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ اور ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی شخصیات اور کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ دونوں شخصیات کے درمیان ایک گہرا ربط اور فکری تعلق پایا جاتا ہے۔ اور یہ کہنا درست ہوگا کہ حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کی فکر و تعلیمات اور تالیفات کا جتنا اثر آپ کے طلبہ اور بعد میں ظاہر ہونے والی تحریکوں پر تھا اتنا ہی ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی فکر پر تھا۔

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی کتب و محاضرات کا بغور مطالعہ اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے کہ آپ نہ صرف فکر حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ سے متاثر تھے بلکہ آپ اس فکر کے امین و داعی اور ترجمان و شارح بھی تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ اور ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی شخصیات اسلام کا رکھتے تھے اور مستقبل میں پیش آئندہ مسائل کے حل کے لیے فکر مند رہا کرتے تھے۔ اور مسلمانوں کی حقیقی کامیابی کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ اور ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ دونوں شخصیات کے نزدیک مسلمانوں کی تنزلی کا اہم سبب قرآن کی تعلیمات اور بنیادی مصادر اسلام سے دوری ہے۔ جس کے لیے دونوں نے اپنی علمی و عملی مساعی بھی جاری رکھی۔

عصر حاضر میں تعلیمی میدان میں درپیش مسائل کو اگر ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی پیش کردہ گذارشات پر عمل درآمد کیا جائے توامت کو یک جا کرنے کی راہ ہموار ہوسکتی ہے۔

حواشی وحوالہ جات:

[1] Mahmood Ahmad. Ghazi, "Islamic Renaissance in South Asia 1707-1867 : The Role of Shāh Walī Allāh and His Successors," 2002, 298. p.223

[2] Ghazi.p. XVI

[3] ہمایوں عباس شمس، "افکار مجدد الف ثانی کے ڈاکٹر غازی پر اثرات ", معارف اسلامي, (2011) 1 10, no.
https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi/issue/view/123/23.

[4] محمود احمد غازی, محاضرات قرآنی, پنجم (لاہور: الفیصل ناشران وتاجران کتب, ۲۰۰۹). ص ۳۳

[5] غازی. ص ۳۳-۳۴

[6] غازی. ص ۶۲

[7] غازی. ص ۳۲

[8] محمود احمد غازی, محاضرات سیرت, چہارم (لاہور: الفیصل ناشران وتاجران کتب, ۲۰۱۲). ص ۹۳

[9] غازی. ص ۴۷۹

[10] غازی. ص ۴۸۱

[11] غازی. ص ۴۸۵

[12] غازی. ص ۶۰۷-۶۰۸

[13] شاہ ولی اللہ دہلوی, الفوز الکبیر فی اصول التفسیر, اول (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن, ۲۰۱۱). ص ۳۳-۴۴

[14] غازی, محاضرات قرآنی ص ۳۷۵-۳۷۳ ; محمود احمد غازی, قرآن مجید ایک تعارف, سوم (اسلام آباد: دعوہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی, ۲۰۱۲). ص ۳۱ پر بھی ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے یہی مضامین قرآن بیان کیے ہیں مگر تیسرے مقصد کو امم سابقہ کے تذکرے کو "ایام اللہ" سے تعبیر کرتے ہیں۔

[15] غازی, محاضرات قرآنی. ص ۳۷۳

[16] ڈاکٹر محمود احمد غازی, محاضرات تعلیم, دوم (کراچی, ۲۰۲۱). ص ۵۸

[17] غازی. ص ۵۹

[18] غازی. ص ۴۷

[19] غازی. ص ۱۰۸

[20] غازی. ص ۴۷-۴۸

[21] غازی, محاضرات قرآنی. ص ۶۶-۶۷

[22] غازی. ص ۶۷

[23] علامہ محمد اقبال, کلیات اقبال، بانگِ درا, اول (لاہور: روبی پبلی کیشنز, ۲۰۱۱). ص ۲۲۳

[24] غازی, قرآن مجید ایک تعارف. ص ۴

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

[۲۵] غازی, محاضرات قرآنی. ص۱۸۶

[۲۶] غازی. ص۱۸۸

[۲۷] غازی. ص۳۹۶-۴۰۱

[۲۸] زاہد الراشدی, "ایک معتمد فکری راہ نما، ",ماہنامہ الشریعہ.(2011) 2–1 .22, no ، ص۵۳-۵۴